کیا یہ سچ ہے کہ آسمان پر اٹھانے اور آخر زمان میں عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر دوبارہ بھیجنے کے تصور میں بنیادی مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ اہلِ کتاب کو خبردار کر کے سدھاریں اور انہیں دائرہ اسلام میں داخل کریں؟

اللہ رب العزت نے سورۃ فاطر کی آیت ۲۴ کے آخر میں ہمیں اس حقیقت سے روشناس کرایا ہے:

وَإِن مِّنۡ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝ ''کبھی ایک بھی ایسے لوگ نہیں رہے جن کے بیچ ایک خبردار کرنے والا نہ رہا ہو''۔

یہ تو سب مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔ اگر ماضی میں لوگ بغیر خبردار کرنے والے کے نہیں رہے تو زمان بشمول آخر زمان میں بھی لوگ بغیر ''نذیر'' کے نہیں رہ سکتے۔ اور آقائے نامدار، خاتم النبیین رسولِ کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہی بات سورۃ الانعام کی آیت ۱۹ میں کہلوائی گئی ہے

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَۚ

''اور یہ قرآنِ مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی خبردار کروں اور انہیں بھی جنہیں قرآنِ مجید پہنچا''

آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ آخری ساعت یعنی صور پھونکے جانے تک لوگوں کو خبردار کرنے والے ہیں۔ اور سورۃ الحج کی آیت ۴۹ میں یہ فرمانے کیلئے کہا گیا:

قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَآ أَنَا۠ لَكُمۡ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾

'آپ ﷺ فرمائیں ''اے لوگو! میں تم لوگوں کے لئے واضح اور کھلے انداز میں خبردار کرنے والا ہوں''۔

یہاں ''الناس'' سے مراد بشمول آخری زمانے کے تمام انسان ہیں صرف ساتویں صدی عیسوی میں مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ اور گرد و نواح کے لوگ نہیں۔ گرائمر اور حرف ''ال'' کی باریکیوں میں خواہ مخواہ الجھنے کی بجائے اللہ رب العزت کے سورۃ سبا کی آیت ۲۸ میں اس فرمان کو پڑھ لیتے ہیں تا کہ اس نکتے کے بارے میں کوئی ابہام نہ رہے:

وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ ﴿٢٨﴾

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کیلئے خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''

قرآنِ مجید نے آقائے نامدار ﷺ کے اقوال مبارک اُن کی زبان مبارک سے لوگوں کو سنائے گئے الفاظ میں ہمیں سنائے ہیں کہ قرآنِ مجید کے ذریعے روز قیامت تک لوگوں کو خبردار کرنے والے نَذِيرٌ مُّبِينٌ آپ ﷺ خود ہیں۔ قرآنِ مجید میں کہلوائے گئے آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ کے اس قول مبارک کی موجودگی میں کیسے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمان کے آخری چند عشروں میں ایک بار پھر نَذِيرٌ کی حیثیت سے اہلِ کتاب کو قرآنِ مجید کے ذریعے خبردار کریں گے؟